باب۔41

سودی نظام

☆ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا ------ فَأُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ - يَمْحَقُ اللَّـهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّـهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ -

ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں ہو سکیں گے مگر مثل اس کے جس کو شیطان نے خبطی بنا دیا ہو۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ان (سود خوروں) نے کہا کہ جیسا سودا ہے ویسا سود ہے۔ اور اللہ نے بیع کو حلال کیا اور رِبا (سود) کو حرام۔ پھر جس کے پاس اس کے رب کی نصیحت پہنچ چکی اور پھر وہ باز بھی آ گیا تو اسی کے لیے ہے جو کچھ ہوا۔ اور اس کا کام اللہ کے حوالے ہے۔ اور جو دوبارہ کرے تو پھر یہی لوگ دوزخی ہیں، وہ تو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ رِبا (سود) کو مٹاتا ہے اور خیرات (و مبرات) کو بڑھاتا ہے۔ اور اللہ کسی ناشکرے گناہ گار کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ البقرہ: آیت 275، 276)

☆ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا -------- إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ - فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا-------- لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ - وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ -------- إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ - وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ -------- مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ -

ترجمہ: اے مومنو! اللہ کی مخالفت سے بچو اور جو کچھ رِبا و سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اس کو معاف کر دو اگر تم مومن ہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور اگر تم نے توبہ کر لی تو تمھارے لیے تمھارا اصل مال ہے۔ نہ ظلم کرو نہ ظلم کیے جاؤ۔ اور اگر کوئی تنگدست ہو تو اس کو کشادہ دستی تک مہلت دینی چاہیے۔ اور معاف کر دینا تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم کچھ علم بھی رکھتے ہو۔ اور اس دن سے ڈرتے رہو جس دن تم اللہ کی طرف واپس کیے جاؤ گے۔ پھر جس نے جو کمایا ہے اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان لوگوں پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے گا۔ (سورۃ البقرہ: آیت 278، 279، 280 اور 281)

Siddiqui Publications

- سود کے مسئلہ کی تحقیق، اصولِ تمدن کے سمجھنے پر منحصر ہے۔ اصولِ تمدن تین ہیں۔

(الف) نظامِ سرمایہ داری (ب) نظامِ اشتراکیت (ج) نظامِ تمدنِ اسلام

❖ نظامِ سرمایہ داری (capitalism)

یہ بات ظاہر ہے کہ دولت اور سرمایہ بغیر محنت اور جانفشانی کے پیدا نہیں ہوتا۔ سرمایہ دار اپنے عیش و عشرت کو کم کرتا یا چھوڑتا ہے، کم کھاتا اور خراب پہنتا ہے۔ ساتھ ہی دنیا کی دوسری بہت ساری لذتوں سے محروم رہتا ہے۔ تب کہیں جا کر اس کے پاس سرمایہ جمع ہوتا ہے۔ وہ، اپنی دولت اور مال، کام اور محنت کرنے والوں کو بہ طور قرض دیتا ہے۔ کام کرنے والا مزدور اور کاشت کار اس سرمایہ سے نفع اٹھاتا ہے۔ سرمایہ دار اپنے سرمایہ سے ان کے اس فائدہ کے پیشِ نظر اپنی اصل رقم کے علاوہ اور رقم بھی واجب الادا سمجھتا ہے۔ اگر وقتِ معین پر رقم ادا نہیں کی جاتی تو وہ اور بھی مزید رقم ذمہ لگا دیتا ہے۔ اور اس کو وہ اپنے انتظار کا معاوضہ خیال کرتا ہے۔ در اصل یہ سود یعنی interest ہے۔ سرمایہ دار کا نظریہ یہ بھی ہوتا ہے کہ تجارت آزاد ہونی چاہیے۔ چونکہ بغیر نفع کے کوئی شخص کام نہیں کرتا اور اگر نفع کو روکا جائے تو اس کی تجارت رک جائے گی لہٰذا اگر سال بھر تک اس کو رقم ادا نہیں کی جاتی تو وہ اس زائد رقم کو اصل کے ساتھ جوڑ کر سب کا سود لگاتا ہے۔ اس کا نام سودِ مرکب (compound interest) یعنی سود دَر سود ہے۔ اگر وقتِ معین پر اصل کا کچھ حصہ ادا کر دیا جاتا ہے تو سود کی کمی کر دی جاتی ہے اس کو "کٹ متی" کہتے ہیں۔ بعض سود خور یہ کمی نہیں کرتے اور جب تک رقم ادا نہ ہو ایک ہی مقدار کا سود لیتے ہیں۔ اس کو "کھڑا سود" کہتے ہیں۔

سود لینے والوں کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ دوسرا جیئے یا بھوکا مرے۔ ان کا دل سخت اور درشت ہو جاتا ہے۔ انسانی ہمدردی ان میں باقی نہیں رہتی۔ اور جب بِلا محنت روپیہ ملنے لگتا ہے تو یہ لوگ کاہل اور آرام طلب ہو جاتے ہیں۔ محنت کی عادت ان سے چھوٹ جاتی ہے، اور اس کا نتیجہ سوائے تباہی اور بربادی کے کیا ہو سکتا ہے ؟ اس سود اور سود دَر سود کی وجہ سے دولت کھنچ کر سرمایہ دار کے پاس چلی جاتی ہے۔ اور مزدور نادار اور مفلس ہو جاتا ہے۔ اس زمانے کی نت نئی ایجادات اور نئی نئی ٹیکنالوجی کے سبب جدید سہولیات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ آئے دن بڑی بڑی کمپنیاں قائم ہوتی جاتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ساری دولت اور مال چند سرمایہ داروں کے پاس جمع ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے تمام لوگ بے کار اور بغیر مزدوری کے ہو جاتے ہیں۔ اس طرح اس سرمایہ داری نظام میں کچھ تو امیر ہو جاتے ہیں، لیکن باقی تمام مفلس و تباہ۔۔۔!

❖ اشتراکیت(socialism)

یہ بات بھی ظاہر ہے کہ محنت سب کرتے ہیں مگر سب کی محنتیں ایک پیمانے پر نہیں ہوتیں۔ کاشت کار اور مزدور سخت محنت کرتے ہیں اور سرمایہ دار کچھ بھی نہیں کرتا یا بہت کم کرتا ہے۔ محنت اور کام بھی ایک دولت ہے۔ سرمایہ داروں اور محنت کشوں کی محنتوں میں مساوات نہیں ہوتی۔ محنت کش کی محنت اور اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے تو اس کے مقابل سرمایہ داروں کی دولت اور اس کی قیمت زیادہ۔ سرمایہ داروں کی تعداد کم ہوتی ہے جب کہ کام کرنے والوں کی تعداد بہت ہی زیادہ۔ کثرت بڑی قوت ہوتی ہے جو محنت کشوں کو حاصل ہے۔ لہٰذا اپنی محرومیوں پر وہ بگڑ جاتے ہیں اور بالآخر نوبت کشت و خون تک پہنچتی ہے۔ یہاں تک کہ حقوق کی حصولیابی کے لیے اسلحہ بھی بیچ میں آجاتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح سرمایہ دار کو جینے کا حق ہے اسی طرح محنت کشوں کو بھی جینے کا حق ہے۔ کوئی شخص ایسا کام نہیں کر سکتا یا اپنی دولت کو اس طرح صَرف نہیں کر سکتا کہ دوسروں کو نقصان پہنچے۔ انصاف کا تقاضہ ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکے اور حق دار کو اس کا حق دلوائے۔ غریب کو قوی کے ہاتھ سے بچائے۔

محنت کرنے والے سرمایہ داری سے کچھ ایسے بیزار ہو جاتے ہیں کہ تمام ملکیت حکومت کو منتقل کر دی جاتی ہیں۔ جو چیز ہے مشترک اور سرکار کی! دولت سرکار کی، مال سرکار کا، رعایا سرکار کی، بچے سرکار کے، عورت سرکار کی، غرض جو ہے سرکار کا۔ سب ایک رنگ میں۔ نہ مذہب ہے نہ ملت۔ گویا مساوات کو کوڑھ ہو گیا ہے۔ یوں اگر سرمایہ داری آفت ہے، تو اشتراکیت ایک قیامت۔ ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا۔ ایک ہی لکڑی سے سب کو ہانکا جاتا ہے۔ ایران میں مزدکیوں کے زمانے میں اس کا خوب تجربہ ہو چکا ہے۔ اور اب روس میں ہو رہا ہے۔

(نوٹ: روس جو دنیا کی دوسری بڑی سپر پاور کہلاتی تھی اس نظام کے سبب حال ہی میں جس انجام کو پہنچ گیا وہ اب سب کے سامنے آچکا ہے۔ مرتب)

❖ نظامِ تمدنِ اسلام (Islamic society)

اسلام، سرمایہ داری اور اشتراکیت کو مناسب طریقہ سے جمع کرتا ہے۔ اس طرح، کہ سب کمانے میں ایک حد تک آزاد ہیں مگر اس قدر نہیں کہ غریب تباہ ہو جائیں۔ اس نظام میں ہر سال دولت کا چالیسواں (1/40) حصہ غریبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جو لوگ فوجی کاموں میں شریک نہیں ہوتے ان سے

بھی ایک قسم کا ٹیکس لیا جاتا ہے، جس کا نام جزیہ war fund ہے۔ اسلام ، اور دوسرے قسم کے ٹیکس بھی حسبِ ضرورت لگاتا ہے۔ کچھ تو اخلاقی حیثیت سے اور کچھ قانونی طور پر۔ اسلام میں، وراثت کے اصول کے تحت مرنے کے بعد تمام دولت تقسیم ہو جاتی ہے۔ اسلام ہمیشہ غریبوں کی امداد کے لیے مالداروں کو ترغیب دیتا ہے۔ رشتہ دار اگر نادار ہوں یا بے کار تو ان کی دیکھ بھال، مالداروں پر واجب کرتا ہے۔ اسلام سود کو ہرگز جائز نہیں رکھتا جو سرمایہ داری کی جان ہے اور تمام مظالم کی جڑ بھی۔

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، " سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گیہوں گیہوں کے بدلے، جَو جَو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے، نمک نمک کے بدلے۔ برابر کو برابر اور دست بہ دست لین دین کرنا چاہیے۔ البتہ اگر یہ اصناف مختلف ہوں تو جس طرح چاہیں بیچ سکتے ہیں۔۔۔ مگر دست بہ دست "۔

بعض علماء نے رِبا یعنی سود کو اوپر بیان کی گئی صورتوں ہی میں منحصر سمجھا۔ جب کہ دوسرے ائمہ نے قیاس کر کے کچھ اور چیزوں کو بھی سود کے قابل گردانا۔ جیسے۔

(1) حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس قابلِ سود چیزیں وہ ہیں جو ناپی اور تولی جاتی ہیں۔ ان دونوں کے لیے "قدر" کا لفظ ہے۔ پس سود کے لیے قدر اور ہم جنس ہونا شرط ہے۔ یعنی اگر کوئی شئے قدری بھی ہے اور ہم جنس بھی تو اس کے لیے نہ زیادت جائز ہے نہ ادھار۔ اور اگر جنس ایک نہیں تو زیادت جائز ہے اور ادھار ناجائز۔ پس جو چیزیں گنی جاتی ہیں ان میں سود نہیں۔

(2) امام شافعیؒ کے پاس قابلِ ربا چیزیں ماکولات ہیں، یعنی وہ چیزیں جو کھاپی جاتی ہیں۔ جیسے انڈے اور دودھ وغیرہ۔ پس اگر یہ چیزیں ہم جنس ہوں تو اس کے لیے زیادت اور ادھار دونوں جائز نہیں۔

(3) امام مالکؒ کے پاس قابلِ ربا چیزوں میں مال، نقدین یعنی سونا اور چاندی، قوت یعنی غذا وغیرہ شامل ہیں۔

(4) عبد الملک ابن ماجشون کے پاس ہر قابلِ نفع چیز میں رِبا ہے۔

بہر صورت ، اصل مال پر ، مال کی زیادتی جو وقت کے مقابل ہوتی ہے ، اسلام میں سود ہے۔ اس کا لین دین جائز نہیں۔ اسلام ساہو کاروں کو مفت خوری کی اجازت نہیں دیتا۔

آج کل غیر مسلموں کو سود لیتا دیکھ کر بعض علماء کا دل بھی بُھر بُھرا گیا ہے۔ اور انھوں نے سود کے جائز کرنے کی ترکیبیں سونچیں۔ سب سے بدتر صورت خود دارالاسلام (اسلامی حکومتوں) کا قرض میں بھی زیادت کو سود نہ سمجھنا ہے۔ کھلی بلا معاوضہ صورت تو قرض ہی میں نمایاں تر ہے۔ ان کو سمجھنا چاہیے کہ قرض بھی مال کے بدلے مال ہے اور بیع ہی کی ایک صورت ہے۔

بعض نے یہ فتویٰ نکالا ہے کہ دارالحرب (غیر اسلامی سلطنت) میں سود لینا جائز ہے۔ یعنی دارالحرب میں جو لین دین ہوتا ہے وہ سود نہیں ہے، فئے ہے۔

دارالحرب یا غیر اسلامی ملک کی تعیین میں یعنی اس کو define کرنے میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جس سلطنت میں شعارِ اسلام (Islamic customs) سے روکا جائے وہ دارالحرب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جہاں شرعی کام یعنی religious duties سے روکا جائے وہ سلطنت دارالحرب ہے کیونکہ یہ "مداخلت فی الدّین" ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ملک ایک بار دارالاسلام ہو جانے کے بعد چاہے کافروں کے پاس چلا جائے وہ دارالاسلام ہی رہے گا۔ بعض لوگوں کے پاس اگر اقتدارِ اعلیٰ، اہلِ اسلام کا ہے تو وہ دارالاسلام ہے ورنہ دارالکفر۔ ہمارا خیال ہے کہ دارالاسلام اور دارالکفر میں فرق اس کی فوج اور اس کی قوت پر ہے۔ اگر مسلمانوں کا بادشاہ (یا حکمران) ہے اور فوج بھی رکھتا ہے اور اس کی فوج اس کے حکم پر کسی غیر مسلم ریاست سے لڑنے پر تیار ہے تو وہ سلطنت، اسلامی ہے اور وہ ملک، دارالاسلام۔

سوال یہ پیدا ہوتے ہیں کہ جیسا سود لینا جائز کیا گیا ہے کیا سود دینا بھی جائز ہے۔۔۔؟ کیا فئے کا نام دینے سے سودی معاملہ سودی نہیں رہتا۔۔۔؟ کیا اس سے ان کی حقیقتیں بدل جاتی ہیں۔۔۔؟ ہمارے خیال میں یہ سب خطرناک جرأتیں ہیں۔ اکثر لوگ یہ عذر لنگ بھی پیش کرتے ہیں کہ چونکہ غیر اسلامی ملکوں میں تمام مالی معاملات سود پر چلتے ہیں لہٰذا یہاں سود کو جائز نہ کیا گیا تو مسلمان تباہ ہو جائیں گے۔ شر کثیر کے مقابل شر قلیل ہو تو قابلِ اختیار ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام نے صرف سود کو ممنوع کیا ہے۔ دوسرے قسم کے معاملات اسلام میں جائز ہیں۔ بیع سلم جائز ہے، یعنی پیسے کاشت کار کو پہلے دینا اور جنس بعد میں وصول کرنا۔ اسی طرح مشارکت یعنی partnership بھی جائز ہے، یعنی ایک کا پیسہ اور ایک کی محنت۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اسلامی اصول سے معاملات کر کے لکھ پتی تھے۔ صحابہؓ کے علاوہ دوسرے اور بھی کئی لوگ تجارت کرتے تھے۔ خود امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ تجارت فرماتے تھے مگر اسلامی قواعد کی پابندی کرتے تھے۔ اور خوش حال زندگی بسر کرتے تھے۔

یہ بالکل غلط خیال ہے کہ مسلمان سود نہ لینے کی وجہ سے مخالفین کے مقابل مفلس اور عاجز ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اصل تباہی تو ان کا اپنا بے جا صرفہ اور اسراف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ، اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں،(سورۃ الاسراء: آیت 27)۔ صرف خاص ضرورت ہی پر قرض لیا جائے۔ البتہ صاحبِ حاجت محتاج ہوں تو اسلام، مسلمانوں کو قرضِ حسنہ دینے کی تاکید کرتا ہے۔

Siddiqui Publications

اور فرماتا ہے، وَأَقْرِضُوا اللَّـهَ قَرْضًا حَسَنًا یعنی صاحبِ حاجت کو قرض دینا، اللہ کو قرض دینا ہے، (سورۃ المزمل : آیت20)۔ کوئی بتلائے کہ سرمایہ کی ترقی کے لیے کتنے لوگ قرض لیتے ہیں؟ تمام لوگ بے جا رسوم، جھوٹے فیشن اور بے جا نام و نمود کے لیے کافروں کے سامنے قرض کے لیے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ جب اللہ نے محتاج پر زکوٰۃ فرض نہیں کی، حج فرض نہیں کیا، تو کون سی چیز محتاج پر واجب ہے۔۔۔؟ جھوٹی شیخی، غلط نمائش۔۔۔! اپنی چادر دیکھو پھر اتنے ہی پاؤں پھیلاؤ۔ خوش حال لوگوں کو دیکھ کر ان کی برابری کا ارادہ کرنا خود کو برباد کرنا ہے۔ سودی قرض لے کر جھوٹی رسمیں پوری کرنے کا کس امام اور کس ولی نے حکم دیا ہے۔۔۔؟ احتیاط سے لین دین کرو۔ کچھ کھاؤ، کچھ بچاؤ تو تم کیوں تباہ ہو۔ اور کیوں جان سود کے جنجال میں پھنسے!

ڈبویا رسوم و تکلف نے ہم کو　　　کہ جن کا نتیجہ قرضداریاں ہیں
بکیں سود در سود میں جائدادیں　　　عدالت سے جاری گرفتاریاں ہیں

افسوس! تم کو لٹانا آتا ہے اور کمانا نہیں آتا۔ مذہب کی عزت باقی رکھو۔ تم پختگی کے ساتھ ثابت کرو کہ تم عملی مسلمان ہو۔ اللہ نے سود کو حرام کیا ہے اور بیع کو جائز۔ کس کی مجال ہے کہ اس کو حلال کرے۔۔۔! اللہ تحلیلِ حرام کرنے والوں کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہے۔

صاحبو! سود خوری بڑی بُری صفت ہے۔ نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ تمہارا ضمیر باآوازِ بلند کہتا ہے کہ تم سود لے رہے ہو۔ اور بے جا تاویلات سے حقائق کو بدلنا چاہتے ہو۔ اس خطرناک تباہی سے اور اس دین کی بربادی سے اللہ مسلمانوں کو بچائے۔ اب ہمارے پاس سوائے دعا کرنے کے کچھ نہیں۔ اللہ توفیق کو تمہارا رفیق بنائے۔ آمین۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 3 صفحہ 40 تا 53 پارہ 28 صفحہ 19، 75،
کتابچہ نظام تمدن اسلام اور سرمایہ داری واشتراکیت مولفہ حسرتؒ}